كلمة الحرمين

سید اکرام الحق جاوید

لو! پھر آگیا محرم...

غرۂ محرم دیکھتے ہی پورا وطن احتجاج پر اتر آتا ہے۔ سیاہ ماتمی زلفیں زمین کی رونق کو اپنی سیاہی میں چھپالیتی ہیں۔ ماتم، آہ و بکا، گرفتاریاں، نظر بندیاں، ضلع بدریاں اور زبان بندیاں ..... نہ جانے کیا کیا ہونے لگتا ہے اور گیارہ مہینے اکٹھے رہتے بستے لوگوں کو خدا جانے کیا ہو جاتا ہے۔ چھریاں نکل آتی ہیں، زنجیریں چھنچھنانے لگتی ہیں۔ تیر دکھائی دینے لگتے ہیں۔ خنجر، نیزے، تلواریں اور چمکتے دمکتے ''پنجے'' ابھرنے لگتے ہیں۔ ایک ایسا منظر دھرتی پر ابھرتا ہے جو پہلے دیکھا نہ سنا تھا۔ ہر شخص کی جان مٹھی میں آجاتی ہے۔ یہ آغاز ہے نئے سال کا.... ابتداء ہے عاشورۂ محرم کی برکات کی .... اور شروعات ہیں غمِ حسینؓ کی۔ جس طرح پورا ملک سردی اور گرمی کی لپیٹ میں آجاتا ہے۔ بالکل اسی طرح پورا وطن سوگ کا کمبل اوڑھ لیتا ہے۔ جو قومیں سال مناتی ہیں وہ ایسا تو نہیں کرتیں۔ وہ تو زندگی کو بہترین طریقے سے گزارنے، لوگوں اور مخلوق کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کرنے اور نئے ڈھب سے اپنا تشخص ابھارنے کا عزم ظاہر کرتی ہیں لیکن ......ایک ہمارا ملک ہے جہاں ابتداء کربلا کے واقعے سے ہوتی ہے۔ جس پر ملک کی اکثریت کا ایمان نہیں ہے۔ اہل سنت اس کو ''اُن'' کی طرح ماننے کو تیار نہیں۔ ماننے اور نہ ماننے والوں میں کوئی بھی عینی شاہد نہیں ہے۔ صدیوں پرانی بات کو تاریخ کے حوالے سے یاد رکھنے کا عزم ظاہر کیا جاتا ہے۔ جس کا اللہ کی عبادت، رسول اللہ ؐ کی اطاعت اور عوام کی فلاح سے دور کا بھی واسطہ نہیں... یہ ایک اصلاح طلب مسئلہ ہے۔ اگر ''اسلامی جمہوریہ ایران'' سے ''طریق کار'' میں راہنمائی لے لی جائے تو ہم پاکستانی نہ ختم ہونے والی کشیدگی سے بخوبی بچ سکتے ہیں۔ صدر اور وزیر اعظم سے لے کر کلرک اور پٹواری تک، چیف آف آرمی سٹاف سے لے کر آئی جی اور کانسٹیبل تک، علماء، معززین، ریڑھی بان اور مزدور تک سبھی عاشورۂ محرم کو بخوبی اور بخیریت گزرنے کیلئے نہ صرف اسی انتظام میں جت جاتے ہیں بلکہ .... نااہل اہلکاروں کو محرم ڈیوٹی کا ''اسلامی بہانہ'' مل جاتا ہے۔ پورا وطن محرم ڈیوٹی پر آن کھڑا ہوتا ہے اور پھر چار روز بعد تک بیوروکریسی تھکاوٹ اتارتے گزار دیتی ہے۔ ان دس ایام میں ہر چلنے والی چیز مشکوک ہو جاتی ہے۔ انسان، بسیں،

گاڑیاں، تانگے، ریڑھے، رکشے اور سائیکل ..... بازاروں میں جگہ جگہ پولیس کی پکٹیں لگ جاتی ہیں۔ بیریئر لگا کر ٹریفک کا رخ بلاوجہ کسی نہ کسی طرف موڑ دیا جاتا ہے۔مخلوق الٰہی بری طرح عاجز آ جاتی ہے۔حتیٰ کہ ایمبولینس تک کو گزرنے کی اجازت نہیں دی جاتی۔ وجہ پوچھو ...تو پولیس اہلکار آنکھیں دکھاتے ہوئے سائل پر چڑھ دوڑتا ہے کہ تمہیں پتہ نہیں ....محرم کا جلوس گزرنا ہے! محرم کے جلوس گزرنے کے باعث نظامِ زندگی تعطل کا شکار ہو جاتا ہے۔ نہ جانے حکومت کو کتنے فنڈز اس محرم کو گزرنے پر صرف کرنے پڑ جاتے ہیں۔ یہ وہ موقع ہوتا ہے جب بیوروکریسی اور خودغرض عوامی منتخب نمائندے فنڈز کو مزے لے لے کر خورد برد کرتے ہیں اور ''حبِ اہل بیت'' کے نام پر اللے تللے کرتے ہیں۔

جن علماء کا پورا سال امن کی تلقین کرتے ہوئے گزر جاتا ہے انہی چند ایام میں انہیں گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ان کی نقل وحرکت پر پابندی، آمدورفت پر پہرے اور گفتگو پر قدغن لگا دی جاتی ہے۔گویا پورے کا پورا ملک ایک چھوٹی سی مذہبی اقلیت کے رحم وکرم پر آ جاتا ہے۔مگر ایسا تو نہیں ہونا چاہئے۔جن کو غمِ حسین منانا ہے وہ منائیں۔ دوسروں پر مسلط تو نہ کریں۔جن کو نہیں منانا ہے انہیں نہ منانے کا حق بدستور ملنا چاہئے۔واقعاتِ کربلا صدیوں سے متنازعہ چلے آ رہے ہیں۔کسی کو اتفاق اور کسی کو اختلاف! جن کو جو کچھ بھی ہے بھلے سے رہا کرے۔لیکن برا کہنا کہاں کا انصاف ہے؟ کیوں ایک دوسرے کو برا کہا جائے؟؟ برا تو وہی ہوسکتا ہے جو سرور عالم نبی اکرم ﷺ کی رسالت کو نہ مانے، ان کی بات کو نہ مانے اور ان کی اتباع نہ کرے۔ ورنہ کوئی دوسری ہستی ایسی پیدا ہی نہیں ہوئی کہ جس کی کسی بات اور حکم کو ماننے یا نہ ماننے سے کفر کی مہر ثبت ہو جائے۔ اور جو صحیح معنوں میں اتباع سنت سے کفر (انکار) کرتے ہیں ان کو تو کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا!! کیا یہ تسلیم کر لیا جائے کہ ''سپاہ صحابہ'' اور ''سپاہ محمد'' پر پابندی لگنے سے ''سب اچھا'' ہو گیا ہے؟ ایسا ہرگز نہیں۔سب اچھا کی رپورٹ نچلی سطح کی انتظامیہ دیتی رہے گی لیکن جب تک علماء، خطباء، واعظ اور ذاکر اپنی طرزِ گفتگو، اپنا اندازِ خطابت اور اُپنے اسلوبِ جذبات کو نہیں بدلیں گے، معاشرہ امن کی روح سے آشنا ہونے کی بجائے فرقہ واریت کی آگ میں اسی طرح جلتا رہے گا۔پاک افواج اور رینجرز کو صرف دشمن سے مقابلے کیلئے بنایا گیا ہے لیکن یہ کیسا ''عاشورہ محرم'' کہ اس آخری پاور کو بھی داخلی امور میں بلانا پڑتا ہے! کیوں نہ امن میں رخنہ ڈالنے کے اسباب معلوم کر کے اس کا سد باب کیا جائے اور عاشورہ محرم کو سب کیلئے ''اوپن'' کر دیا جائے!!

اربابِ بست وکشاد کو یہ جان لینا چاہئے کہ فرقہ واریت کی کوئی گنجائش اسلام میں ہرگز نہیں ہے۔

اسلام امن کا مذہب ہے، فرقہ واریت کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں۔فرقے اور فرقہ واریت یہ سب بعد کی اختراعات ہیں۔اگر نبی اکرم ﷺ کے لاکھوں صحابہؓ بغیر کسی اختلاف اور مذہبی تعصب کے اپنی زندگیاں گزار سکتے ہیں تو یہ امر گواہی کیلئے کم نہیں کہ انتشار، اختلاف اور فرقہ واریت کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔فرقہ واریت اور مذہبی دہشت گردی اسلام کا حصہ نہیں ہے۔حضور اکرم ﷺ نے کبھی بھی اپنی امت کو کوئی ''دن منانے'' کا حکم نہیں دیا اور نہ ہی خود منایا ہے۔صحابہ کرامؓ کی زندگیاں بھی اس کے بغیر ہی مکمل ہوئیں۔جو لوگ یہ دن مناتے ہیں وہ عاشورۂ محرم کا ہو یا جشن ولادت کا ہو وہ اسلام کے حوالے سے نہیں ہیں۔بلکہ یہ خود ساختہ اسلام ہے جو دن بدن مرتب اور مدون ہوتا رہتا ہے۔اللہ کی کتاب اور رسول اللہ کی کتاب یعنی قرآن و حدیث کے علاوہ کوئی تیسری کتاب دین کا حصہ نہیں۔یہ مسلک تو اللہ اور رسول اللہؐ کی طرف سے نہیں ہیں۔یہ سب میڈ اِن عراق، میڈ اِن ایران، میڈ اِن انڈیا اور میڈ اِن پاکستان ہیں۔ان میں کوئی بھی میڈ بائی محمد ﷺ نہیں ہے۔جعلی مہریں لگا کر غیر قانونی کو قانونی شکل دی جا رہی ہے۔ان میں سے اکثر مسلک تو Expire (ختم) بھی ہو چکے ہیں۔صرف اسلام ہے کہ جو ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ کیلئے ہے۔یہ اللہ کی طرف سے ہے، اس رب کی طرف سے کہ جس کو نہ اونگھ آتی ہے اور نہ ہی نیند اور اس پر محمد رسول اللہ ﷺ کی سٹمپ لگی ہوئی ہے۔

حکومت کو ہوش کے ناخن، علم کی بصارت اور قرآن کی بصیرت کے ساتھ حق کو حق، صحیح کو صحیح اور غلط کو غلط کہنا ہوگا۔اسے ہمیشہ کیلئے امن قائم کرنا ہے تو یہ کڑوا گھونٹ اسے خوشی خوشی پینا ہی پڑے گا۔تعزیوں، جلوسوں اور ماتمی دستوں کا موجودہ انداز بدلنا ہوگا۔کشیدگی کسی کے جذبات سے نہیں بلکہ اظہار سے پیدا ہوتی ہے۔کوئی مذہب بھی دوسرے کو گالی دینے کے حق میں نہیں ہے۔تبرّیٰ بازی کی یہ خطرناک روش تبدیل کرنا ہوگی ورنہ .... ہر سال درجنوں افراد اسی عاشورے کی نذر ہوتے رہیں گے اور یہ مروجہ رسم اسلام نہیں ہے کہ جس پر انسانوں کی قیمتی جانیں تلف ہوں۔یہ حق صرف کافروں سے جہاد کے شہداء کو ہی حاصل ہے۔

بیوروکریسی کو مذہبی تعصب سے پاک کرنا ہوگا۔شیعہ ازم، سنی ازم ختم ہونا چاہئے اور اس ملک میں وہی طریقہ رائج ہونا چاہئے جس کی اجازت ہمارا آئین دیتا ہے۔جس میں کہا گیا ہے کہ پاکستان کا مذہب اسلام ہے اور یہ قانون کتاب و سنت کی روشنی میں مرتب کیا جائے گا۔پھر یہ دیکھنا ہوگا کہ اسلام کہاں ہے؟ اور کون سا عمل کتاب و سنت کے مطابق ہے۔درحقیقت یہی آئین کی پاسداری ہے اور یہ فلاح کا راستہ ہے!

وما علینا الا البلاغ